AL-ʻULŪM ISSN: 2709-3484 (Print) | 2709-3492 (Online)
https://alulum.net/ojs/index.php/aujis/about
(July-December) 2025, 6:2(21-34)

عہدِ نبوی میں نظام مخابرات: ایک تجزیاتی و تاریخی مطالعہ

محمد سہیل شفیق، پروفیسر، شعبہ اسلامی تاریخ، جامعہ کراچی

Communication System in Prophetic Time: An Analytical and Historical Study

Muhammad Sohail Shafiq (PhD), Professor, Department of Islamic History, University of Karachi, Karachi

Keywords:
Sīrah, armed communication, intelligence, Prophetic military strategy

Abstract: *From the earliest stages of his mission, the Prophet Muḥammad (peace be upon him) instituted systematic, discreet, and strategically informed practices of communication and intelligence as integral components of governance and military organization. These practices encompassed confidential correspondence, the delegation of information-gathering responsibilities to trusted Companions, and sustained surveillance of hostile movements. Through these measures, he established a cohesive intelligence framework that enabled the anticipation of threats, the implementation of preventive strategies, and the effective operation of counterintelligence to protect the emerging Islamic state from internal subversion and external aggression. Significantly, this intelligence system extended beyond the sphere of warfare to include diplomacy, treaty negotiations, missionary delegations, and the maintenance of internal order. Drawing upon the Prophetic Sīrah, this paper undertakes a historical and analytical examination of the role of intelligence and communication as foundational pillars of statecraft, and assesses the continuing relevance of this Prophetic model for contemporary Muslim states in addressing challenges in diplomacy, defense, and internal security.*

How to Cite

Shafiq, M. S. (2025). عہد نبوی میں نظام مخابرات : ایک تجزیاتی و تاریخی مطالعہ : Communication System in Prophetic Time: An Analytical and Historical Study. *Al-ʻUlūm Journal of Islamic Studies*, *6*(2), 21–34. Retrieved from https://alulum.net/ojs/index.php/aujis/article/view/187

[1]. Corresponding author Email: msshafiq@uok.edu.pk

تعارف

مخابرات (Communication & Intelligence) محض معلومات کی ترسیل کا ایک فنی عمل نہیں، بلکہ کسی بھی ریاست کی بقا، سلامتی، دفاعی حکمتِ عملی اور پالیسی سازی کا بنیادی ستون ہوتی ہے۔ تاریخ انسانی اس امر کی شاہد ہے کہ وہی ریاستیں زیادہ مستحکم اور کامیاب رہیں جنہوں نے بروقت، مستند اور جامع اطلاعات کے حصول اور ان کے مؤثر استعمال کو اپنی حکمرانی کا لازمی جزو بنایا۔ عہدِ نبویؐ میں، جب مدینہ منورہ ایک نوخیز مگر منظم اسلامی ریاست کی حیثیت سے ابھر رہا تھا، اسے بیک وقت بیرونی جارحیت، اندرونی سازشوں، قبائلی رقابتوں اور سیاسی دباؤ جیسے سنگین چیلنجز کا سامنا تھا۔ ایسے نازک اور پیچیدہ حالات میں نبی اکرم ﷺ اطلاعات کے حصول، پیغام رسانی اور سراغ رسانی کو نہایت حکمت، تدبر اور نظم وضبط کے ساتھ بروئے کار لائے۔

سراغ رسانی جنگی اور دفاعی حکمتِ عملی کا وہ مؤثر ترین اور ناگزیر ہتھیار ہے جس کی اہمیت سے انکار ممکن نہیں۔ کسی بھی معرکے میں کامیابی کا انحصار اس امر پر ہوتا ہے کہ دشمن کے عزائم، حالات، فوجی قوت، اسلحے کی تعداد و نوعیت، اور نقل وحرکت سے بروقت آگاہی حاصل ہو۔ یہ تمام معلومات ایک منظم اور فعال سراغ رسانی کے نظام کے ذریعے ہی ممکن ہوتی ہیں۔ یہی سبب ہے کہ موجودہ دور میں تقریباً ہر ریاست نے اپنے دفاع اور سلامتی کے لیے باقاعدہ خفیہ ادارے قائم کیے ہوئے ہیں۔

اسی طرح کسی ریاست کے لیے یہ بھی ناگزیر ہوتا ہے کہ وہ غیر ملکی خفیہ اداروں کی ان سرگرمیوں کا سدباب کرے جو جاسوسی، دہشت گردی، تخریب کاری اور قتل وغارت گری کے مقاصد کے تحت انجام دی جاتی ہیں۔ اس عمل کو ضدِ استخبارات (Counter Intelligence) کہا جاتا ہے، جس کا بنیادی مقصد ریاست کو اندرونی انتشار اور بیرونی مداخلت سے محفوظ رکھنا ہوتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے بھی نہ صرف معلومات کے حصول کا ایک مؤثر نظام قائم فرمایا بلکہ دشمن کی خفیہ سازشوں اور اندرونی منافقانہ سرگرمیوں کا بروقت تدارک کرکے ایک مضبوط ضدِ استخباراتی نظام کی بنیاد رکھی، جو اسلامی ریاست کے استحکام اور تحفظ میں کلیدی کردار ادا کرتا رہا۔

یہ مقالہ عہدِ نبویؐ میں مخابرات، سراغ رسانی اور ضدِ استخبارات کے نظام کا تاریخی اور تجزیاتی مطالعہ پیش کرتا ہے، تاکہ یہ واضح کیا جاسکے کہ رسول اللہ ﷺ کی بصیرت افروز قیادت نے کس طرح جدید ریاستی اور دفاعی نظاموں کے لیے قابلِ تقلید اصول فراہم کیے۔

مواد کا جائزہ

سراغ رسانی کے موضوع پر عربی اور انگریزی زبانوں میں خاصا مواد موجود ہے۔ اردو زبان میں اس موضوع پر نسبتاً کم کام ہوا ہے۔ البتہ حال ہی میں شائع ہونے والی ایک کتاب "عہدِ نبوی میں حضور ﷺ کا سراغ رسانی کا نظام"[1] اہمیت کی حامل ہے۔ یہ کتاب دراصل ونگ کمانڈر ڈاکٹر ناصر مجید ملک کا پی ایچ۔ ڈی کا مقالہ ہے جس پر جامعہ کراچی نے

1- ناصر مجید ملک، **عہدِ نبوی میں حضور ﷺ کا سراغ رسانی کا نظام** (حیدرآباد: ادراک پبلی کیشنز، س ن)، ۳۹۸۔

انھیں علومِ اسلامیہ میں ڈاکٹریٹ کی سند تفویض کی ہے۔ یہ کتاب درجِ ذیل سات ابواب پر مشتمل ہے: 1۔ سراغ رسانی اور اس کی اہمیت 2۔ عہد قدیم میں سراغ رسانی 3۔ سراغ رسانی عہدِ نبوی ﷺ میں 4۔ سراغ رسانی مسلم دورِ حکمرانی میں 5۔ موجودہ دور کے اہم سراغ رساں ادارے 6۔ تقابلی و تجزیاتی موازنہ، ۔ تعلیمات اور تقاضے۔ ہر باب کے اختتام پر خلاصۃ الباب پیش کیا گیا ہے۔

فاضل محقق نے حضور ﷺ کے اختیار کردہ ذرائع سراغ رسانی کا باریک بینی اور بڑی دقتِ نظر سے مطالعہ کیا ہے اور عہدِ رسالت مآب ﷺ کے نظامِ سراغ رسانی کا دورِ جدید کے خفیہ اداروں کے کام سے تقابل اور موازنہ بھی کیا ہے۔ نیز جاسوسی کی شرعی حیثیت، اس کی حدود و قیود اور دائرہ کار کا تفصیلی جائزہ بھی لیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے غزوات و سرایا میں جاسوسی کا کیا نظام وضع کیا؟ دورِ امن میں ممکنہ خطرات سے بچاؤ کے لیے خفیہ معلومات اور ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے کیا کیا تدابیر اختیار کیں؟ اور ان کے تتبع میں بعد میں آنے والے فرماں رواؤں نے اس کو کیسے وسعت دی اور کیا مفید اضافے کیے؟ ان تمام موضوعات پر سیر حاصل گفتگو کی ہے۔

یہ تاریخی و تجزیاتی مطالعہ اس بات کا جائزہ پیش کرتا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے کس طرح:

- ریاستِ مدینہ کے قیام کے بعد اطلاعاتی نظام کو منظم کیا؛
- بعض صحابہ کو انٹیلیجنس اور پیغام رسانی کی خاص تربیت دی؛
- مختلف قبائل اور دشمن گروہوں کی حرکات پر نظر رکھنے کے لیے مخبر مقرر کیے؛
- خطروں سے بچاؤ کے لیے خطوط، سفر، اور مشنوں میں خفیہ تدابیر اختیار کیں؛
- جنگی مواقع پر فریبِ جنگ (deception) اور معلومات کی خفیہ ترسیل جیسے اصول اپنائے۔

1۔ نظامِ اطلاعات کی تنظیم

(الف) باقاعدہ مخبرین کا تقرر

مخابرات کا نظام جہاد ہی کا اہم ترین شعبہ ہے جس کے بغیر چھوٹی سے چھوٹی جنگ بھی نہیں جیتی جا سکتی۔ زمانہ امن اور زمانہ جنگ میں دشمنوں کا تعاقب کرنا اور ان کی جنگی چالوں اور منصوبوں سے اسلامی ریاست کو آگاہ رکھنا اور پھر ان کے منصوبوں کو ناکام بنانا۔ یہ اسلامی نظامِ جاسوسی کی اہم ترین ذمہ داری ہے۔

رسولِ اکرم ﷺ نے صحابہ کرام کو دشمن کی نقل و حرکت پر نظر رکھنے، راستوں کی نگرانی، اور قریبی قبائل کی وفاداری جانچنے کے لیے مختلف علاقوں میں روانہ فرمایا۔ حضرت عبد اللہ بن جحشؓ، حضرت حذیفہ بن یمانؓ، اور حضرت سلمان فارسیؓ جیسے صحابہؓ انٹیلیجنس مشنوں میں پیش پیش تھے۔

(ب) خفیہ مہمات

ہجرتِ مدینہ کے بعد رسول اللہ ﷺ نے مدینہ کے دفاع اور قریش کی اقتصادی و عسکری طاقت کو کمزور کرنے کے لیے چھوٹی چھوٹی ٹکڑیاں (سَرایا) روانہ فرمائیں۔ یہ دراصل قریشِ مکہ کے حملوں کے سدباب، ان کی نقل و حرکت پر نظر رکھنے اور مسلمانوں کی عسکری تربیت کے لیے تھے۔

اسی سلسلے میں رجب 2 ہجری رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن جحشؓ کو 12 مہاجرین کے دستے کا امیر مقرر فرمایا۔ آپ ﷺ نے ایک سربمہر خط ان کے حوالے کیا اور ہدایت کی کہ دو دن کے سفر کے بعد یہ خط کھولا جائے۔

فانطلق عبد الله بن جحش حتى إذا كان مسيرة يومين فتح الكتاب فإذا فيه: سر باسم الله وبركاته ، ولا تكرهن أحدا من أصحابك على السير معك ، وامض لأمري فيمن تبعك حتى تأتي بطن نخلة ، فترصد عير قريش وتعلم لنا أخبارهم .«فلما نظر في الكتاب قال : سمعا وطاعة۔ "[2]

(چنانچہ عبداللہ بن جحشؓ روانہ ہوئے۔ جب وہ دو دن کی مسافت طے کر چکے تو انہوں نے خط کھولا۔ اس میں لکھا تھا: 'اللہ کے نام اور اس کی برکت کے ساتھ روانہ ہو۔ اپنے کسی بھی ساتھی کو اپنے ساتھ چلنے پر مجبور نہ کرنا۔ جو تمہارے ساتھ چلنے پر آمادہ ہو ان کے ساتھ میرے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے وادئ نخلہ تک پہنچو، وہاں قریش کے قافلے پر نظر رکھو اور ہمارے لیے ان کی خبریں حاصل کرو۔ جب عبداللہؓ نے خط پڑھا تو کہا: میں نے سنا اور اطاعت کی۔)"

رسول اللہ ﷺ کا حضرت عبداللہ بن جحشؓ کو "دو دن بعد خط کھولنے" کا حکم کئی حکمتوں پر مبنی تھا۔ مؤرخین نے اس کی مختلف جہات بیان کی ہیں، ان میں سے چند نمایاں حکمتیں یہ ہیں:

i. **راز داری اور خفیہ مشن:** اگر روانگی کے وقت ہی مقصد بتایا جاتا تو بات پھیلنے کا خدشہ تھا۔ مدینہ اور اس کے گرد و نواح میں یہودی، منافق اور مشرکین موجود تھے جو فوری طور پر قریش تک خبر پہنچا سکتے تھے۔ دو دن کا فاصلہ طے کرنے کے بعد قافلہ مدینہ کی حد سے نکل آتا، اس کے بعد خط کھلنے سے راز فاش ہونے کا خطرہ کم ہو جاتا۔

ii. **اطاعت کا امتحان:** یہ ایک طرح کا عملی امتحان تھا کہ صحابہ کرامؓ رسول اللہ ﷺ کے حکم پر کس حد تک اعتماد کرتے ہیں۔ خط کھلنے سے پہلے وہ جانتے تھے کہ ہمیں کسی "نامعلوم مشن" پر جانا ہے، مگر سب بغیر سوال کیے ساتھ روانہ ہو گئے۔ اس سے ان کی کامل اطاعت اور اعتماد ظاہر ہوا۔

2- محمد بن یوسف صالحی، سبل الهدی والرشاد فی سیرة خیر العباد (بیروت: دار الکتب العلمیة، ۱۹۹۳)، ۶: ۱۸۔

iii. **فوجی حکمتِ عملی:** عسکری اصول کے تحت مشن کا مقصد آخری وقت تک پوشیدہ رکھا جاتا ہے تاکہ دشمن کو کوئی اطلاع نہ مل سکے۔ اگر قریش کو پہلے ہی خبر ہو جاتی تو وہ نخلہ کی راہ سے قافلہ نہ گزارتے یا مسلح ہو کر آتے۔ اس طرح دشمن کو اچانک پکڑنا ممکن ہوا۔

iv. **مسلمانوں کا تربیتی مرحلہ:** رسول اللہ ﷺ مسلمانوں کو منظم، باخبر اور محتاط فوجی قوت بنانا چاہتے تھے۔ خفیہ خطوط، احکام کی مرحلہ وار تعمیل اور غیر متوقع احکامات، یہ سب صحابہؓ کے لیے تربیت تھی کہ مستقبل میں بڑے معرکوں میں کیسے نظم وضبط قائم رکھنا ہے۔

v. **سیاسی وسماجی پہلو:** اگر شروع میں ہی بتایا جاتا کہ قریش کی نقل وحرکت پر نظر رکھنی ہے تو مدینہ کے کچھ لوگ (خصوصاً منافقین یا یہودی) سیاسی شور برپا کر سکتے تھے۔ "دو دن بعد کھولنے" کی حکمت نے ان کے اعتراضات کا دروازہ بند کر دیا۔

یوں اس ایک تدبیر میں راز داری، اطاعت کا امتحان، عسکری حکمت، تربیت اور سیاسی بصیرت سب جمع ہو گئے۔

دو دن تک خط بند رکھنا بالکل اسی اصول کا عملی نمونہ ہے جو آج کے فوجی آپریشنز میں sealed orders یا delayed-release orders کہلاتا ہے۔ اسی طرح آج کی فوجی تربیت میں trust in orders بہت اہم ہے۔ دو دن بعد خط کھولنے سے صحابہ کرامؓ کو حکم کے تابع رہ کر عمل کرنے کی تربیت ملی — جو بعد میں بڑے معرکوں میں فیصلہ کن ثابت ہوئی۔

غزوہ بدر سے قبل رسول اللہ ﷺ نے اس قسم کے نو دستے روانہ کیے جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ کفارِ مکہ کو مدینہ منورہ پر حملہ کرنے کا موقع نہ مل سکا۔ غزوہ بدر کے بعد اسی قسم کے سات جنگی دستے روانہ کیے گئے جن میں دو دستے قریشِ مکہ کی متوقع جنگی کاروائیوں یا تجارتی قافلوں کی اطلاع ملنے پر روانہ کیے گئے اور چار مہمات آمادہ فساد صحرائی قبائل کے خلاف بطور تادیبی کاروائی روانہ کی گئیں اور ایک مہم مدینہ کے یہودی قبیلے بنو قینقاع کے خلاف روانہ کی گئی۔[3]

2۔ جاسوسی کی روک تھام

غزوۂ بدر اور احد سے پہلے حضورؐ نے کفارِ مکہ کی جاسوسی کے خطرات کو محسوس کرتے ہوئے بعض اوقات سفر کو پوشیدہ رکھا اور بظاہر دوسرے سمت روانگی کا اظہار کیا۔[4]

بظاہر دوسری سمت روانگی کا تاثر دینا misinformation یا deception strategy تھا، تاکہ کفار مکہ یہ سمجھیں کہ مسلمان کسی اور طرف جارہے ہیں۔ اس طرح اچانک حملے یا دفاع میں مسلمانوں کو "حکمتِ عملی کا فائدہ (tactical advantage) حاصل رہتا۔ دشمن کو حقیقی ہدف کا علم نہ ہونے کی وجہ سے وہ بروقت تیاری نہیں

3۔ مجید، نفس مرجع، ۲۹۳۔

4۔ محمد بن عمر واقدی، کتاب المغازی (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، ۲۰۰۴)، ۱:۶۲۔

کر پاتا۔ مکہ اور مدینہ کے درمیان کئی مقامات پر قریش کے جاسوس اور خبر رساں موجود رہتے تھے۔ اگر سفر کا اصل رخ فوراً ظاہر ہو جاتا تو جاسوس فوری خبر لے جا کر مکہ والوں کو آگاہ کر دیتے۔ پوشیدگی اور متضاد اشارے (false signals) کے ذریعے حضور ﷺ نے دشمن کی جاسوسی کو غیر مؤثر بنایا۔ اس کے ساتھ ساتھ:

i. **مسلمانوں کی تربیت:** اصل مقصد کو صرف قافلہ یا فوجی ٹکڑی کے اندر محدود رکھنا need-to-know basis تھا۔ یہ عسکری اصول آج بھی رائج ہے کہ سپاہی کو صرف اتنی ہی خبر دی جائے جتنی ضروری ہو۔ اس سے مسلمانوں کی اطاعت، ضبطِ نفس اور اعتماد میں اضافہ ہوا۔

ii. **4۔ نفسیاتی دباؤ:** جب کفار کو معلوم ہوتا کہ مسلمان کبھی ادھر اور کبھی اُدھر کا رخ کرتے ہیں تو ان میں غیر یقینی کی کیفیت بڑھتی۔ دشمن کبھی یہ نہیں سمجھ پاتا کہ اصل ہدف کیا ہے، نتیجتاً ہر طرف سے خطرہ محسوس کرتا۔ یہ نفسیاتی برتری مسلمانوں کے حوصلے کو بڑھانے اور دشمن کے حوصلے کو توڑنے کا ذریعہ بنی۔

iii. **5۔ سیاسی و معاشی اثرات:** قریش کے قافلے شام و یمن کی تجارت پر انحصار کرتے تھے۔ مسلمانوں کی غیر متوقع نقل و حرکت نے ان کے قافلوں کو مسلسل خطرے میں ڈال دیا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ قریش کی تجارتی و معاشی برتری ٹوٹنے لگی، جو اصل میں غزوہ بدر تک پہنچنے کا اہم سبب بنی۔

آج کی زبان میں یہ حکمت camouflage (چھپاؤ)، deception (فریبِ عملی) اور counter-intelligence کہلاتی ہے۔ مثلاً دوسری جنگِ عظیم میں بھی اتحادی افواج نے اصل محاذ چھپانے کے لیے false troop movements اور dummy camps بنائے تھے۔[5] اسی اصول کو رسول اللہ ﷺ نے صحرائے عرب کی سادہ فضا میں نہایت کامیابی سے استعمال کیا۔

3۔ سفارتی خطوط اور پیغام رسانی

رسولِ اکرم ﷺ نے مختلف بادشاہوں، قبائل، اور حکام کو خطوط روانہ کیے جن کا مقصد انھیں اسلام کی دعوت دینا تھا۔ یہ سفارتی خطوط نہایت منظم، محتاط اور حکیمانہ زبان میں لکھے گئے، اور ساتھ ہی خطوط لے جانے والے قاصدین کو ان کی حفاظت و تعلیم دی گئی۔ حضرت دحیہ کلبیؓ، حضرت حاطب بن ابی بلتعہؓ، اور دیگر صحابہ بطور قاصد سفر پر روانہ کیے گئے۔ خطوں پر مہرِ نبوی ثبت کی گئی، جو سفارتی سند کا کام دیتی تھی:

" اتخذ خاتماً من فضة نقش فيه: محمد رسول الله"۔[6]

(چاندی کی ایک انگوٹھی بنوائی جس پر 'محمد رسول اللہ' نقش تھا)

5- تفصیلات کے لیے دیکھیے:
Thaddeus Holt ،The Deceivers: Allied Military Deception in the Second World War، (UK: Wonsfield & Niklson, 2004).

6- ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی، السنن، کتاب الخاتم (کراچی: ضیاء القرآن پبلی کیشنز، ۲۰۱۵) رقم الحدیث: ۳۶۸۱۔

یہ نکتہ دراصل نبوی سفارت کاری (Prophetic Diplomacy) کا عمیق پہلو ہے، جس میں رسولِ اکرم ﷺ نے پیغامِ اسلام کی اشاعت کے ساتھ ساتھ جدید سفارتی اصولوں سے ہم آہنگ کئی حکمتِ عملیوں کی بنیاد رکھی۔ اس کی چند نمایاں حکمتیں درج ذیل ہیں:

i. **بین الاقوامی سفارتی آداب کی پاسداری:** مختلف بادشاہوں اور حکمرانوں کے نام خطوط ارسال کرتے وقت حضور ﷺ نے مہرِ نبوی کا استعمال فرمایا۔ اس سے یہ تاثر دیا گیا کہ یہ خطوط سرکاری و سفارتی حیثیت رکھتے ہیں، محض ذاتی دعوت نامے نہیں۔ آج کی سفارتی زبان میں اسے Diplomatic Seal / Official Authentication کہا جاتا ہے۔

ii. **سفارت کاروں کی سیکیورٹی اور تربیت:** خطوط لے جانے والے قاصدین مثلاً حضرت دحیہ کلبیؓ (قیصرِ روم کے دربار تک) اور حضرت حاطبؓ (مصر کے مقوقس تک) کو خصوصی ہدایات دی گئیں۔ یہ حفاظتی اقدامات Security Protocols for Envoys کی عملی مثال تھے تاکہ قاصدین راستے میں کسی خطرے یا بے ادبی کا شکار نہ ہوں۔ قاصدین کو "پیغام کے اصل مفہوم" کی وضاحت کی تربیت بھی دی گئی، تاکہ اگر زبانی گفتگو ہو تو وہ صحیح سفارتی مؤقف پیش کریں۔

iii. **خفیہ معلومات کا تحفظ:** خطوط براہِ راست سفیروں کے ہاتھ میں دیے گئے، تاکہ کسی تیسری قوت کے ہاتھ نہ لگیں۔ یہ Secure Communication Channels کے اصول کی عملی تطبیق ہے۔

4۔ غزوات میں اطلاعاتی نظم وضبط

(الف) غزوۂ بدر: بدر سے پہلے مسلمانوں نے مدینہ سے حرکت کرتے ہوئے بظاہر تجارتی سفر کا تاثر دیا اور راستے میں قریشی قافلوں کی تلاش و نگرانی شروع کی۔ اصل مقصد قریش کے قافلے / فوجی عناصر کی گرفتاری یا روک تھا، نتیجہ میں بدر کا معرکہ عمل میں آیا۔ مدینہ سے روانگی کا مقصد تجارت کا ظاہر کیا گیا جبکہ اصل ہدف قریش کی فوج تھی۔ اس سے "فریبِ جنگ" کی حکمت عملی سامنے آتی ہے۔ اطلاعاتی حکمتِ عملیاں جو اپنائی گئیں:

i. نیت کا پردہ (Masking the Intent): بظاہر تجارتی اطلاع دے کر دشمن کو گمراہ کرنا تاکہ وہ اپنے دفاعی انتظامات نہ کر سکے۔

ii. گشتی اور میدانی نگرانی (Patrols & Field Recon): راستے میں چھوٹے دستے یا گشت بھیجے گئے جو قافلوں کی موجودگی، راستے اور مقدار کا مشاہدہ کر سکیں۔

iii. وقت بندی و حیرت (Timing & Surprise): حرکت کے وقت اور راستے کا چناؤ ایسا کہ دشمن کو بروقت جواب کا موقع نہ ملے۔

جس کے نتیجے میں دشمن کے لیے پیش قدمی کا عنصر برقرار رہتا ہے، قافلوں یا فوجی دستوں کو غیر متوقع طور پر، کم نقصان میں یا قیدی بنایا جا سکتا ہے، دشمن کی معاشی رسد دبا دی جاتی ہے، جس سے طویل مدتی سیاسی و عسکری دباؤ بنتا ہے۔ البتہ اگر مقصد فاش ہو جائے تو قافلہ محفوظ ہو کر نکل جاتا یا بڑھ کر مضبوط دفاعی شکل اختیار کر لیتا۔

(ب) غزوہ احد: غزوہ احد میں آپ ﷺ نے فوجی کیمپ (Military Camp) کے تحفظ کے لیے باقاعدہ شب پہرہ دار (Night Guards) کا بندوبست کیا اور احد کی طرف روانہ ہونے کے بعد راستے میں جو کیمپ لگایا گیا، رات کے وقت اس کی نگرانی کے لیے حضرت محمد بن مسلمہ کو مقرر کیا۔[7] اسی طرح غزوہ ذات الرقاع کی شب حضرت عبادہ بن بشیر اور حضرت عمار بن یاسر کو رات کے وقت پہرے داری کی ذمے داری سونپی گئی۔[8]

یہ واقعات ثابت کرتے ہیں کہ اسلامی لشکر کے قیام اور حفاظت کے لیے نبی کریم ﷺ نے باضابطہ انتظامی اصول متعین کیے تھے۔ شب پہرہ داری (Night Guards) جدید عسکری اصطلاح میں Security Patrol یا Sentry Duty کہلاتی ہے، جو کسی بھی فوجی کیمپ یا چھاؤنی کے تحفظ کا لازمی جز ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اس اصول کو اپنی عسکری حکمت عملی میں شامل کر کے مسلمانوں کو اس کی عملی تربیت دی۔

رسول اللہ ﷺ نے فوجی کیمپوں کی حفاظت، رات کی پہرہ داری اور مسلسل نگرانی کو نہایت اہمیت دی۔ یہ نہ صرف عسکری حکمتِ عملی کا حصہ تھا بلکہ مسلمانوں کے لیے ایک ایسا عملی نمونہ ہے جس سے آج بھی ریاستی و دفاعی نظام کے اصول اخذ کیے جا سکتے ہیں۔

(ج) غزوۂ احزاب / خندق: غزوۂ احزاب کے دوران حضور ﷺ نے خندق کھودنے، دشمن اتحاد (قریش، خزرج، بعض یہود و دیگر قبائل) کے مکر و منصوبوں کا اندازہ لگانے اور ان کے ارادوں کی جانچ کے لیے مخصوص انٹیلی جنس حاصل کرنے کی ضرورت سمجھی۔ اس سلسلے میں حضرت حذیفہ ؓ کو دشمن کے خیموں میں خفیہ طور پر بھیجا گیا تاکہ وہ اندرونی حالات اور اتحاد کے واقعی ارادے جان کر واپس آئیں۔ حضرت حذیفہ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

ذهبْ فَأْتِني بِخبرِ القومِ، وَلا تَذْعَرْهم عليَّ"[9]

(جا کر ان کی خبر لے آؤ؛ لیکن انھیں ہم پر مت اکسانا یعنی کوئی حرکت نہ کرنا۔)

حضرت حذیفہ قیمتی معلومات لے کر واپس آئے، ان کی فراہم کردہ معلومات کی بنیاد پر آپ ﷺ نے دفاعی پالیسی کی بنیاد رکھی۔

7۔ علی بن برہان حلبی، غزوات النبی (کراچی: دارالاشاعت، س ن)، ۲۰۸۔

8۔ نفس مرجع، ۳۰۵۔

9۔ یحییٰ بن شرف نووی، شرح النووی علی مسلم، کتاب الجهاد والسیر (بیروت: دارالخیر، ۱۹۹۶)، ۴۷۹۔

اس سلسلے میں رسول اللہ ﷺ نے جو اطلاعاتی حکمتِ عملیاں اپنائی وہ حسبِ ذیل ہیں:

i. اندرونی رسائی: دشمن کے کیمپ کے قریب یا اندر کسی قابلِ اعتماد فرد کو بھیجنا تاکہ براہِ راست مشاہدہ و رابطے سے معلومات حاصل ہوں۔

ii. خبر کے ذرائع کی حفاظت و رہنمائی: قاصد کو واضح ہدایات، چھپنے کا طریقہ، اور بوقتِ ضرورت استعمال ہونے والی کہانی یا بہانہ دیا گیا۔

iii. عملی معلومات سے پالیسی سازی: جو معلومات حاصل ہوئیں وہ براہِ راست دفاعی منصوبہ بندی (خندق کھودنا، محارِب کی ترتیب وغیرہ) میں ڈالی گئیں۔

اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ اندرونی حقائق جان کر دفاعی فیصلے زیادہ مؤثر اور ہدف بنائے گئے، دشمن کے حقیقی ارادے (مثلاً پوری قوت سے حملہ، محاصرہ، یا رسد کا راستہ بند کرنا) معلوم ہونے سے وسائل کی مناسب تعیناتی ممکن ہوئی۔ قاصد کی گرفتاری دشمن کو اندرونی معلومات فراہم کر سکتی ہے، اس لیے قاصد کی حفاظت اور بیک اپ پلان ضروری تھا۔

5۔ داخلی تحفظ اور سراغ رسانی

منافقین کی نگرانی: نبی کریم ﷺ نے مدینے کے اندر موجود منافقین کی سازشوں کو بے نقاب کرنے کے لیے حضرت حذیفہؓ جیسے صحابہ کو رازدار بنایا۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ میں وہ تمام صفات موجود تھیں جو کسی کو رازدار بنانے کے لیے ضروری ہوتی ہیں اور ان میں بالخصوص اپنے جوش وجذبات پر کنٹرول اور قابو رکھنا ہے؛ چنانچہ ان ہی خداداد صلاحیتوں کی بنا پر حضور ﷺ نے انھیں اپنے رازدار بنانے کا شرف بخشا اور فتنوں سے متعلق اور منافقین کے ناموں اور ان کے احوال سے متعلق پوری تفصیل سے حضرت حذیفہ کو آگاہ کیا۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت حذیفہؓ کو "صاحب سرّ رسول اللہ ﷺ" کہا جاتا تھا۔[10]

6۔ خفیہ پیغام رسانی کا جدید انداز

فتح مکہ سے کچھ دن قبل رسول اللہ ﷺ نے خفیہ طور پر مدینہ سے تیاری شروع کی تاکہ مکہ پر اچانک چڑھائی کی جا سکے۔ یہ منصوبہ انتہائی رازدارانہ تھا تاکہ قریش کو پہلے سے خبر نہ ہو۔ حاطب بن ابی بلتعہؓ (جو بدر میں شریک اور اہلِ ایمان میں سے تھے) نے ایک ذاتی مصلحت کے تحت قریش کو اطلاع دینے کے لیے ایک عورت کے ذریعے خط بھیجا۔ اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعے رسول اللہ ﷺ کو آگاہ کر دیا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علیؓ، حضرت زبیرؓ اور حضرت ابو مرثدؓ کو روانہ فرمایا، جنہوں نے اس عورت کو روک کر خط برآمد کیا۔[11]

10- علی بن محمد بن اثیر، اسد الغابة فی معرفة الصحابة (بیروت: دار الکتب العلمیة، ۱۹۹۴)، ۱:۷۰۶۔

11- بخاري، نفس مصدر کتاب المغازي، رقم الحديث: ۳۹۸۳۔

یہ واقعہ واضح کرتا ہے کہ اگرچہ مسلمانوں میں اخلاص و وفاداری تھی، لیکن بعض اوقات ذاتی یا وقتی مصلحت کی وجہ سے اندر سے بھی معلومات افشا ہونے کا خطرہ موجود رہتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے وحی کے ذریعے خبر پانے کے بعد فوری ایکشن لیا۔ حضرت علیؓ اور ان کے ساتھیوں کو روانہ کر کے خط ضبط کرایا۔ یہ عمل جدید اصطلاح میں Counter Intelligence Operation کہلاتا ہے۔ اگر وہ خط قریش تک پہنچ جاتا تو پورا آپریشن (فتح مکہ) بے اثر ہو جاتا، اور مسلمانوں کو بھاری نقصان پہنچ سکتا تھا۔ اس لیے داخلی نگرانی (Internal Surveillance) کی اہمیت اجاگر ہوتی ہے۔

جب حضرت حاطبؓ کو لایا گیا تو حضرت عمرؓ نے ان کی گردن اڑانے کی اجازت مانگی، لیکن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"أَلَيْسَ مِنْ أَهْلِ بَدْرٍ"، فَقَالَ:" لَعَلَّ اللَّهَ اطَّلَعَ إِلَى أَهْلِ بَدْرٍ فَقَالَ: اعْمَلُوا مَا شِئْتُمْ فَقَدْ وَجَبَتْ لَكُمُ الْجَنَّةُ ، أَوْ فَقَدْ غَفَرْتُ لَكُمْ "۔[12]

(کیا یہ بدر والوں میں سے نہیں ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اہل بدر کے حالات کو پہلے ہی سے جانتا تھا اور وہ خود فرما چکا ہے کہ " تم جو چاہو کرو، تمہیں جنت ضرور ملے گی۔ (یا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ) میں نے تمہاری مغفرت کر دی ہے)

اس سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے ایک طرف سیکیورٹی بروقت یقینی بنائی، اور دوسری طرف انصاف و رحمت کے تقاضے کو بھی پورا کیا۔ اور اس سے یہ بات بھی واضح ہوتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے داخلی سیکیورٹی کو اسی قدر اہمیت دی جیسے بیرونی سیکیورٹی کو، اور انٹیلی جنس و کاؤنٹر انٹیلی جنس کے اصول رسول اللہ ﷺ کی استخباراتی حکمت عملی میں نہایت واضح ہیں۔

7۔ خواتین کی استخباراتی خدمات

یہ ایک نہایت اہم لیکن اکثر نظر انداز ہونے والا پہلو ہے کہ عہدِ نبوی ﷺ میں خواتین نے بھی اطلاعاتی و استخباراتی خدمات میں مؤثر کردار ادا کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے خواتین کی صلاحیتوں کو نظر انداز نہیں کیا بلکہ ضرورت کے وقت ان کی ذمہ داریوں کو بھی تسلیم کیا۔ ذیل میں چند نمایاں مثالیں ملتی ہیں:

i. حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ

واقعۂ ہجرت میں حضرت ابو بکرؓ کے ساتھ غارِ ثور میں موجود رسول اللہ ﷺ کو کھانا اور پانی پہنچانے کی ذمے داری حضرت اسماءؓ نے سر انجام دی۔[13] وہ رات کی تاریکی میں راستوں سے بچتے ہوئے کھانے اور پانی کی مشک لے کر آتی

12- نفس مصدر۔

13- ابن سعد، الطبقات الکبری (بیروت: دار صادر، س ن)، ۸:۱۶۶۔

رہیں۔ کفارِ مکہ کو شک بھی نہ ہونے دیا۔ اس خدمت کو جدید اصطلاح میں Logistics & Covert Support کہا جاسکتا ہے۔

ii. حضرت نسیبہ بنت کعب (ام عمارہ)

ابن اسحاق کہتے ہیں: "نسیبہ بنت کعب (ام عمارہ) غزوۂ اُحد میں موجود تھیں۔ انہوں نے نہایت سخت جنگ کی اور بہترین کارنامہ انجام دیا۔ اس دن انہیں بارہ زخم آئے۔ وہ زخمیوں کا علاج کر رہی تھیں، پیاسوں کو پانی پلاتی تھیں اور رسول اللہ ﷺ کے دفاع میں لڑتی رہیں، یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میں جدھر بھی دائیں بائیں نظر ڈالتا تھا، انہیں اپنے دفاع میں لڑتے ہوئے پاتا تھا۔"[14]

iii. امّ سلیم بنت ملحانؓ

اُمِّ سلیم بنت ملحانؓ غزوۂ اُحد میں عورتوں کے ساتھ شریک تھیں۔ وہ پانی پلاتی تھیں اور زخمیوں کا علاج کرتی تھیں۔[15]

iv. امّ شریک

حضرت امّ شریک مکہ مکرمہ میں خفیہ طور پر اسلام کی تبلیغ کرنے کے علاوہ حضور اکرم ﷺ کو ضروری اطلاعات بھی فراہم کیا کرتی تھیں۔[16]

یہ تمام خدمات ظاہر کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے دور میں خواتین بھی اطلاعاتی نظم وضبط کا ایک لازمی حصہ تھیں، اور ان کی صلاحیتوں کو امت کے اجتماعی دفاع میں شامل کیا گیا۔

8۔ اخلاقی حدود اور اطلاعاتی اخلاقیات

نبوی نظامِ اطلاعات میں سچائی، امانت، راز داری، اور فتنہ انگیزی سے اجتناب کو بنیادی اصول قرار دیا گیا۔ نبی اکرم ﷺ نے کبھی محض الزام یا بدگمانی کی بنیاد پر کارروائی نہ کی، بلکہ ٹھوس شواہد اور وحی کی روشنی میں فیصلے فرمائے۔ یہ ایک نہایت اہم نکتہ ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ کے نظامِ اطلاعات اور انٹیلی جنس میں صرف حفاظتی اور جنگی پہلو ہی نہیں تھے بلکہ اس کے ساتھ ساتھ ایک اخلاقی ڈھانچہ (Moral Framework) بھی تھا، جو آج کے جدید اطلاعاتی اخلاقیات (Information Ethics) کے اصولوں سے بھی زیادہ متوازن اور جامع ہے۔

حاصلِ کلام

مختصراً یہ کہا جاسکتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے باضابطہ طور پر اطلاعاتی نظام قائم کیا۔ یہ نظام دو حصوں پر مشتمل تھا:

14۔ ابن ہشام، **السيرة النبوية**، تحقیق: مصطفیٰ السقا (قاہرہ: دار احیاء التراث العربي، س ن)، ۳:۴۳۷۔

15۔ نفس مصدر

16۔ نفس مصدر

i. داخلی جاسوسی: مدینہ کے اندرونی حالات، منافقین کی سرگرمیوں، یہودی قبائل کی حرکات پر نظر۔

ii. بیرونی جاسوسی: مکہ، طائف، نجد اور دیگر قبائل کی حرکات و سکنات پر نظر۔

اطلاعات کی بروقت فراہمی کی وجہ سے جب بھی کوئی قبیلہ مدینہ پر حملے یا سازش کا منصوبہ بناتا تو آپ ﷺ کو اطلاع مل جاتی۔ نتیجہ یہ نکلا کہ دشمن کے حملے اکثر ناکام یا بے اثر رہے کیونکہ مسلمان پہلے ہی دفاعی اقدامات کر لیتے تھے۔ یہ عمل آج کی زبان میں Early Warning System کہلا سکتا ہے۔ اسی طرح نبی اکرم ﷺ نے دشمن کی سازشوں کو ناکام بنانے کے لیے ردِّ استخبارات کا نظام (Counter-Intelligence System) قائم کیا۔ جس کے باعث منافقین کے خفیہ منصوبے بے نقاب ہوئے، یہودی قبائل کے معاہدہ شکنی کے ارادے وقت پر سامنے آگئے، اسی طرح حاطب بن ابی بلتعہؓ کے خط کا بروقت انکشاف اسی نظام کا نتیجہ تھا۔

یہ بات بھی بہت اہم اور قابلِ ذکر ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تفتیش کو انسانی وقار اور عدل کے اصولوں پر قائم کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

"لا ضرر ولا ضرار"[17]

(کسی کو نقصان نہ پہنچاؤ، نہ نقصان کا بدلہ نقصان سے دو۔)

آپ ﷺ نے واضح کیا کہ تفتیش کا مقصد سچائی تک پہنچنا ہے، ظلم نہیں۔ یہ اصول آج کے Human Rights in Interrogation کے جدید قوانین سے کئی صدیاں پہلے دیا گیا۔ آپ ﷺ نے مملکت کے رازوں کو محفوظ رکھنے کے لیے سخت ہدایات دیں، اہم فیصلے محدود افراد کو بتائے جاتے، خطوط پر مہر ثبت کی جاتی تاکہ اصل ہونے کی ضمانت رہے، کسی بھی راز کے افشا کو "خیانت" قرار دیا گیا۔

آج کے دور میں Verification of Sources، Data Protection، اور Avoidance of Fake News جیسے اصول بنیادی ہیں۔ نبی اکرم ﷺ کا نظام ان سب سے آگے جا کر ایک اخلاقی و روحانی فریم ورک فراہم کرتا ہے، جس میں سچائی، انصاف اور انسانی حرمت کا تحفظ شامل ہے۔ نبوی نظامِ اطلاعات ہمیں یہ سبق دیتا ہے کہ اطلاعاتی قوت کا مقصد صرف دشمن پر غلبہ نہیں بلکہ معاشرے کے اندر اعتماد، انصاف اور امن قائم رکھنا بھی ہے۔ جھوٹ، بدگمانی اور افواہ کی بنیاد پر کارروائی سے اجتناب اور تصدیق کے بغیر کوئی قدم نہ اٹھانا اسلامی نظامِ مخابرات کی سب سے بڑی اخلاقی خصوصیت ہے۔

سیرتِ نبوی کا مطالعہ ہمیں بتاتا ہے کہ رسولِ اکرم ﷺ نے ایک اعلیٰ ترین اخلاقی و روحانی قیادت کے ساتھ ساتھ ایک فعال، باخبر، اور محفوظ ریاستی نظام بھی قائم کیا، جس میں اطلاعات، سراغ رسانی، اور خفیہ پیغام رسانی کو فیصلہ

---

[17]- ابو عبد اللہ محمد بن یزید بن ماجہ، السنن، کتاب الاحکام (کراچی: ضیاء القرآن پبلی کیشنز، ۲۰۱۵) رقم الحدیث: ۲۳۴۰۔

کن اہمیت حاصل تھی۔ آج کے دور میں جب دنیا سائبر سیکیورٹی، خفیہ اداروں، اور سفارتی حکمت عملیوں کی طرف مائل ہے، تو نبوی اسوہ ہمارے لیے ایک کامل، متوازن اور اخلاقی نمونہ فراہم کرتا ہے۔

Bibliography

1. Al-Bukhārī, Muḥammad b. Isḥāq al-. *al-Sīrah al-Nabawīyah*. Edited by Muṣṭafā al-Saqqā. Cairo: Dār Iḥyāʾ al-Turāth al-ʿArabī, n.d.
2. Abū Dāwūd, Sulaymān b. al-Ashʿath al-Sijistānī. *al-Sunan: Kitāb al-Khātim*. Karachi: Ziāʾ al-Qurʾān Publications, 2015.
3. Abū ʿAbdallāh Muḥammad b. Yazīd b. Mājah. *al-Sunān: Kitāb al-Aḥkām*. Karachi: Ziāʾ al-Qurʾān Publications, 2015.
4. Ibn Saʿd, Muḥammad b. Saʿd. *al-Ṭabaqāt al-Kubrá*. Beirut: Dār Ṣādir, n.d.
5. Ibn Hishām. *al-Sīrah al-Nabawīyah*. Edited by Muṣṭafā al-Saqqā. Cairo: Dār Iḥyāʾ al-Turāth al-ʿArabī, n.d.
6. ʿAli b. Muḥammad b. al-Athīr. *Asad al-Ghābah fī Maʿrifat al-Ṣaḥābah*. Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmīyah, 1994.
7. Holt, Thaddeus. *The Deceivers: Allied Military Deception in the Second World War*. UK: Wonsfield & Niklson, 2004.
8. Muḥammad b. ʿUmar Wāqidī. *Kitāb al-Maghāzī*. Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmīyah, 2004.
9. Muḥammad b. Yūsuf Ṣāliḥī. *Sabil al-Huda wa-al-Rashād fī Sīrat Khayr al-ʿIbād*. Beirut: Dār al-Kutub al-ʿIlmīyah, 1993.
10. Nāṣir Majīd Malik. *ʿAhd-i Nabawī mein Ḥuḍūr ﷺ kā Sarāgh Rasānī kā Nizām*. Hyderabad: Idraak Publications, n.d.
11. Yahyā b. Sharaf al-Nawawī. *Sharḥ al-Nawawī ʿalá Muslim: Kitāb al-Jihād wa-al-Siyar*. Beirut: Dār al-Khair, 1996.